صریرِ خامہ

صاحبہ شہریار

صریرِ خامہ
صاحبہ شہریار

صریرِ خامہ

(شعری مجموعہ)

صاحبہ شہریار

نام کتاب : صریرِ خامہ (شعری مجموعہ)
شاعرہ : صاحبہ شہریار
سن اشاعت : ۲۰۱۷ء
تعداد : ایک ہزار
کمپوزنگ : رحمان گرافکس
قیمت : تین سو پچاس روپے (Rs. 350/-)
مطبع : نٹراج پرنٹرس، نئی دہلی-2

SAREER KHAMA *(Poetry)*
by
Sahiba Sheheryar

4P, Sector-1, J.D.A. Housing, Roop Nagar, Jammu-180013
Ph. 0194-2592320, E-mail : sahibasheheryar11@gmail.com

ملنے کا پتہ

۴ پی، سیکٹر-۱، جے۔ڈی۔اے ہاؤسنگ، رُوپ نگر، جموں-۱۸۰۰۱۳

انتساب

اُس اندازِ بیان کی نذر
جس کا معترف
سارا عالم ہے۔

غالبؔ صریر خامہ نوائے سروش ہے
آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں

فہرست

ایک بات

زندگی بدلتے ہوئے حالات کے نتیجے میں انشائیے کے ایک روپ میں دکھائی دیتی ہے۔جس قدر شعری تجربہ حقیقت سے گریز کر کے ذہنی اور فکری تحریروں میں ڈھلتا ہے۔ ترقی پسند تحریک اور دوسرے سماجی اور سیاسی واقعات دل و دماغ کو متاثر کرتے ہیں لیکن ان کو براہ راست لفظ و پیکر میں نہیں ڈھالا جاتا۔خوشی کی بات ہے کہ صاحبہ ایک بیدار مغز شاعرہ کی طرح اپنے وجود سے متصادم ہونے والے تجربات کو لفظ و پیکر کی فطری صورت میں پیش کرتی ہیں اور ساتھ ہی اپنی ذکی الحسی ، واردات قلبی اور لفظ و پیکر کی مناسبت سے تخیل سے ایک نئی دنیا تخلیق کرتی ہیں۔

مجھ کو کرلو شریک تنہائی
سونی راتیں سنوار کر دیکھو

—— پروفیسر حامدی کاشمیری

صریر خامہ

صریر خامہ میں شامل اشعار جتنے سادہ ہیں اتنے ہی گہرے ہیں۔ اگر یہ قاری کے دل کو چھو لیتے ہیں تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان میں شدت جذبات زندگی کا اہم حصہ ہے۔ انسان جس چیز کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے وہ اسی شدت کے ساتھ اس کے ذہن و دل میں ابھرتی ہے۔ یہ اشعار صاحبہ کی زندگی کے آئینہ دار ہیں۔ ان کی زندگی میں ایک کسک ہے جوان کے کلام سے نمایاں ہے۔ اس میں وادی سے دور رہنے کا درد بھی پنہاں ہے۔ یہ درد ذہنی ٹکراؤ کا باعث بھی بنتا ہے۔ اس کے باوجود وہ زندگی کی راہ پر ثابت قدم ہیں۔ ان کے کلام میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ شاعری کی اعلیٰ قدروں کو اپنائے ہوئے ہیں جبکہ اس دور میں یہ اعلیٰ قدریں عنقا ہیں۔ اس مجموعہ سے پہلے بھی ان کا کلام کتابی شکل میں شائع ہو کر آگہی کا درد کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے، جس کی کافی پذیرائی ہوئی ہے۔ مختصر الفاظ میں انھوں نے اردو شاعری میں اپنی پہچان قائم کرلی ہے۔ وادی سے دور رہنے کا انہیں یہ فائدہ ضرور پہنچا ہے کہ وہ یہاں کے تعقیب کا شکار نہیں ہوئیں۔ اُن کی زندگی اردو شاعری کی خدمت کے لئے وقف ہے۔ وہ ریاست پر بے شک فخر نہ کریں لیکن ریاست جموں و کشمیر ان پر فخر ضرور کرسکتی ہے۔ ان کی ذات سے بہت سی توقعات کی جاسکتی ہیں جو انشاالله پوری ہوں گی۔

—عرش صہبائی
۳۵ ریشم گر کالونی،
جموں ۱۸۰۰۱۶ (جے اینڈ کے)

حدیثِ حُسن وحکایتِ روزگار کی بیدار مغز شاعرہ

صاحبہ شہریار

آگہی کا درد، شاخِ لرزاں اور برگِ چنار سے ادبی دنیا میں اپنی شناخت کو استوار کرنے والی وادیٔ کشمیر کی نسائی لب و لہجے کی منفرد اور بیدار مغز شاعرہ صاحبہ شہریار کی شخصیت حلقہ ارباب ذوق میں محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے والد کے شعری مجموعے ''کربِ زار'' کی ترتیب و تدوین میں بھی اپنی ادب و ادیب نوازی، سخن فہمی اور ذوق سلیم کے جوہر دکھائے ہیں۔ ان کا زیرِ نظر شعری مجموعہ ''صریرِ خامہ'' بھی ان کی شعری کائنات میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

صاحبہ شہریار کے شعری مجموعوں کے عناوین نہ صرف حدیث حُسن بلکہ حکایت روزگار اور عصری کرب کے بھی آئینہ دار ہیں۔ ان کے اشعار نرم لب و لہجے میں زندگی کے تلخ حقائق ،کرب ذات اور سوز دروں کی صدائے بازگشت ہیں۔ اُن کا شعور فکر وفن ،ندرتِ زبان و بیان، مضمون آفرینی، بلند پروازیٔ خیال وعصری حسیت کا مظہر ہے۔ اُن کے سینے میں ایک دردمند دل دھڑکتا ہے جو ایک شعری پیکر کی صورت میں اُن کے متعدد اشعار میں نمایاں ہے۔

ہر اک سے محبت سے پیش آؤ زمانے میں
جینے کا مرے دل نے اک رستہ دکھایا ہے
صاحبہ غم کی یہ سوغات کہاں ملتی ہے
درد کی دنیا سے میں ہنس کے گذر جاؤں گی

اُنہوں نے متعدد اشعار میں اتحادِ باہمی اور رواداری کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے جس کا ایک نمونہ حسبِ ذیل ہے۔

جہاں میں صاحبہ سب لوگ مِل کے ساتھ رہیں
جہاں میں جینے کے وہ راستے نکالوں گی

اجتماعی زندگی کی شکست و ریخت و فرض ناشناسی جو عہدِ حاضر کی ایک تلخ حقیقت ہے صاحبہ شہریار کے اس شعر سے نمایاں ہے۔

عجیب بات ہے بھائی کو بھی نہیں معلوم
جہاں میں فرض جو ہوتا ہے ایک بھائی کا

صاحبہ شہریار کا رنگِ تغزل قدیم و جدید اسالیبِ سخن کا ایک خوشنما امتزاج ہے۔ اُنہوں نے اپنی شاعری میں قدیم و کلاسیکی شعری روایت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ جدید عصری میلانات و رجحانات کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے اپنی انفرادیت برقرار رکھتے ہوئے اپنی غزلیہ شاعری میں حدیث دلبری کے ساتھ ساتھ تفسیرِ کائنات کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے جو ایک اچھی اور سچی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ 'صریرِ خامہ' کا مسودہ دیکھتے ہوئے چند اشعار خود بخود موزوں ہو گئے، قارئین محسوس کریں گے کہ یہ اشعار محض خراجِ تحسین نہیں، صاحبہ کی شاعری کا حقیقی تجزیہ بھی ہیں۔

صاحبہ کے "صریر خامہ" کی
سرسراہٹ ہے وقت کی آواز

اس کا عنواں جو نذرِ غالب ہے
اہلِ دل کے لئے ہے گوش نواز

روح پرور ہے بندشِ الفاظ
جس سے حسنِ بیاں ہے مایۂ ناز

شعری اسلوب میں ہے گیرائی
ہے عیاں جس سے ذہن کی پرواز

ندرتِ فکر ہے جو غزلوں میں
اُن کے زورِ قلم کا ہے اعجاز

یہ تغزل حدیثِ حسن بھی ہے
داخلی کرب کا بھی ہے غماز

چھیڑتا ہے وہ سازِ دل کے تار
اس کی غزلوں میں ہے جو سوز و گداز

ہے یہ اظہارِ جذبۂ نسواں
شاعرہ کے ضمیر کی آواز

ہوگا برقیؔ یہ شعری مجموعہ
حلقۂ اہلِ ذوق میں ممتاز

—— ڈاکٹر احمد علی برقیؔ اعظمی
شعبۂ فارسی آل انڈیا ریڈیو
نئی دہلی

جہاں میں صاحبہ سب لوگ مِل کے ساتھ رہیں
جہاں میں جینے کے وہ راستے نکالوں گی

غزلیں

○

وہ اِک خیال کل مجھے حیران کر گیا
جھونکا ہوا کا کتنا پریشان کر گیا

لے جائے گی تقدیر کہاں کس کو تھی خبر
کھلتا ہوا چمن مرا ویران کر گیا

مانوس تھے پرندے کہیں اور چل دیئے
ہر پیڑ چہکتا ہوا سنسان کر گیا

کتنا عزیز شخص تھا یہ جانتا ہے دل
جاتے ہوئے وہ بات مری مان کر گیا

تقدیر بن کے آئی تھی جس کے نصیب میں
اے صاحبہ مجھے وہی حیران کر گیا

○

وادی میں میری کیسا اندھیرا سا ہوگیا
یہ کون راحتوں کی جگہ اشک بو گیا

رگ رگ میں ہر بشر کی جب اِک جیسا خون ہے
پھر کیسے بھائی بھائی کا دشمن یہ ہوگیا

انسانیت کا نام نہیں ہے کسی جگہ
انسان ایسے میں ہے کہاں جا کے کھو گیا

اِک موسم بہار تھا ہر سمت اس سے قبل
گلشن یہ آج کس طرح ویران ہوگیا

بہتا ہے خون صاحبہ جس سمت جائیں ہم
ہر کوئی آج کتنا پریشان ہوگیا

○

کیسے رشتے کیسے ناطے جانے دو
قسمت میں جب دکھ ہی دکھ ہیں پانے دو

ان کے سوا تو کچھ بھی نہیں ہے اس کے پاس
اس کی باتوں سے یہ دل بہلانے دو

اس سے کھلے گا موجوں کی ہے جو اوقات
کشتی کو طوفانوں سے ٹکرانے دو

کچے دھاگے نہیں ہیں یہ رشتے ناطے
ان کو توڑ سکو گے تم یہ جانے دو

صاحبہ مجھ سے کرے نہ یہ کوئی شکوہ
مجھ کو اس دنیا کا ساتھ نبھانے دو

○

یاد کیوں آتا ہے ہر بار وہ منظر مجھ کو
اپنی لہروں میں چھپاتا تھا سمندر مجھ کو

اُس کے چہرے کو بھی پہچان نہیں پائی میں
میرا اپنا بھی پرایا سا لگا گھر مجھ کو

دیکھنا کوئی بھی لمحہ نہ سکوں پائے گا
زندگی گزرے گی کیسے تری کھوکر مجھ کو

میں کسی حال میں بھی بھول نہیں سکتی اسے
میرا ماضی ہے یہ یاد آئے گا اکثر مجھ کو

دل میں جب یورشِ غم سے ہو پریشانی سی
ایسے لمحوں میں کبھی دیکھنا چھوکر مجھ کو

صاحبہ آج بڑے شوق سے لہراتا ہے
دل کا ہر زخم جو کہتا تھا کبھی بھر مجھ کو

○

پھیل گئے ہیں غم کے سائے
کیا جانے وہ آئے نہ آئے

یہ دنیا ٹھہری اک اُلجھن
کاش کوئی اُس کو سلجھائے

کب تک سُنیں پرانی باتیں
نئی کہانی اب ہو جائے

انتظار جس کا ہے دل کو
کاش وہ بھولے سے آجائے

صاحبہ یہ ہے دل کی تمنا
کوئی ماں کی لوری سنائے

○

کتنا مشکل ہے تمہیں دل سے بھلانا جاناں
ہم سفر بن کے مرے ساتھ ہی رہنا جاناں

تم کو کھو کر کسی صورت نہ میں رہ پاؤں گی
تم اگر جاؤ بھی تو لوٹ کے آنا جاناں

زندگی اپنی یہ میں تجھ پہ نچھاور کردوں
میری آنکھوں میں ہے بس تیرا سراپا جاناں

کتنے جنموں کا ہے یہ ساتھ کہوں کیا تم سے
میں نے ہر یگ میں ترا ساتھ نبھایا جاناں

معترف ہوں کہ ہے مجھ پر ترا احسان بہت
ترا ہر لمحہ لگا دل کو سہانا جانا

غم کی سوغات جو دی مجھ کو ہے نایاب بہت
میری دنیا میں ہے وہ میرا خزانہ جاناں

صاحبہ دیتی ہے ہر لمحہ دعائیں تجھ کو
زندگی میں تو مرا ساتھ نبھانا جاناں

○

شام کے سائے سے میرا دل بہت گھبرائے ہے
یاد تیری آتے ہی یہ آنکھ بھی بھر آئے ہے

یوں تو میں نے گلستاں میں پھول بوئے تھے مگر
اس میں تا حد نظر اب کیکٹس اُگ آئے ہے

تم سے مل کر بھی مری جاں ڈوبتا رہتا ہے دل
کیا کہوں کیا وہم ہے دل کس لئے گھبرائے ہے

میں نے اپنا خون دے کر رنگ بخشا پھول کو
اب اپنے رنگ و بو کے زعم پر اترائے ہے

یوں ہوا کے ساتھ اُس کے جسم کی خوشبو اُڑی
صاحبہ پیکر کسی کا یادوں کو مہکائے ہے

○

کیا لینا ہے کیا دینا ہے بات سمجھتا ہے من میرا
پھر کیوں جنموں کے بندھن میں جکڑا رہتا ہے من میرا

جس کی خاطر جوگ لیا تھا اُس کو بھی یہ یاد نہیں ہے
اس کو بُلندی پر بھی رہ کر ڈھونڈھتا رہتا ہے من میرا

تن کی چاندی من کا سونا ، دنیا میں کس کے کام آیا
کسے ہے پایا کسے ہے کھویا سوچتا رہتا ہے من میرا

لفظوں کے بندھن میں بندھ کر کیسا جال بُنا یہ دل میں
مکڑی کے جالے میں کیسے بھاگتا رہتا ہے من میرا

کس نگری میں جانا ہے تم کو کون دیش سے آئے ہو تم
جانے انجانے میں مجھ سے پوچھتا رہتا ہے من میرا

صاحبہ کیسے بتاؤں تم کو اس کی کیا تعریف کروں میں
اس پر جتنے ستم بھی ٹوٹیں ہنس کر سہتا ہے من میرا

○

جو چلا جاتا ہے دنیا سے وہ پھر آتا نہیں
یہ حقیقت ہے مگر انساں سمجھ پاتا نہیں

کانچ کے رشتوں کو لے کر کوئی کیسے جی سکے
کس سے پوچھوں کوئی بھی مجھ کو یہ بتلاتا نہیں

اس کو پا کر کھو دیا تھا کھو کے پھر پایا اُسے
کیوں ہوا ایسا یہ نکتہ دل سمجھ پاتا نہیں

دور تک کیوں خوف سا طاری ہے یہ سوچو ذرا
دُور تک راہوں میں کوئی بھی نظر آتا نہیں

حوصلہ دیتا ہے دل کو توڑتا ہے پھر وہی
صاحبہ ایسا ہے کیوں یہ دل سمجھ پاتا نہیں

○

آنکھوں میں اِک ابر کا ٹکڑا رہتا تھا
دل کی وسعت میں اِک جلتا صحرا تھا

تاروں سے وہ درد بٹاتا رہتا تھا
کس کو خبر تھی خود وہ کتنا تنہا تھا

دیکھنے میں وہ ایک گلاب سا لگتا تھا
زخم جو اُس کو ملا تھا کتنا گہرا تھا

سب کے درد سے وابستہ تھا وہ کتنا
ہاتھوں میں اخبار اُٹھائے رہتا تھا

سود و زیاں سے رہتا تھا وہ دور بہت
صاحبہ کیسے درد پرائے سہتا تھا

○

فریب مستقل اپنوں سے کھا رہے ہیں ہم
بگڑ گیا ہے مقدر بنا رہے ہیں ہم

نہیں ہے رُو بہ رُو کوئی کہ جس سے داد ملے
فسانہ خود کو ہی اپنا سُنا رہے ہیں ہم

یہ مانتے ہیں زمانے کا ایک حصہ ہیں
مگر زمانے سے کتنے جُدا رہے ہیں ہم

ہمارے پاس ہمارے سوا نہیں کوئی
بتائیں کس طرح اُن کو کہ آ رہے ہیں ہم

گوارا کر رہے ہیں صاحبہ ہر ایک ستم
نہ جانے بوجھ یہ کب سے اٹھا رہے ہیں ہم

○

دردِ دل میں کمی سی ہوتی ہے
اُس سے مل کر خوشی سی ہوتی ہے

منہ سے کہتا نہیں ہے کچھ بھی مگر
آنکھوں میں بس نمی سی ہوتی ہے

جب وہ رہتا ہے ساتھ مرے
ہر طرف تازگی سی ہوتی ہے

لوگ اُڑاتے ہیں جب مذاق مرا
اُس کے لب پر ہنسی سی ہوتی ہے

جب وہ ملتا نہیں پری چہرہ
دل میں اک تیرگی سی ہوتی ہے

صاحبہ زندگی بغیر اُس کے
سر بہ سر خامشی سی ہوتی ہے

○

وقت ہر لمحہ ایسا بدلتا گیا
جو ملا ہاتھ سے وہ نکلتا گیا

خواب دیکھے تھے جو بھی، بدل سے گئے
ذہن اک ایسے سانچے میں ڈھلتا گیا

قربتیں اُن کی جانے کہاں کھو گئیں
وقت تنہائیوں میں بدلتا گیا

وعدے کرنے پہ بھی وہ نہ آیا کبھی
رات بھر کروٹیں میں بدلتا گیا

صاحبہ اُف یہ انساں کی مجبوریاں
گردشِ وقت کے ساتھ چلتا گیا

○

عجیب یہ سلسلہ چلنے لگا ہے
کہ دل میں غم کوئی پلنے لگا ہے

یہ تپتے صحرا کے باعث ہے شاید
کہ میرا تن بدن جلنے لگا ہے

وہ جب سے ہم سفر میرے بنے ہیں
برا جو وقت تھا ٹلنے لگا ہے

ستم اُن کا ہے میرے دل پہ جاری
یہ پودا پھولنے پھلنے لگا ہے

جو مجھ سے صاحبہ تھا دور کافی
وہ بن کر ہم سفر چلنے لگا ہے

○

جب دلوں کے رابطے گُم ہوگئے
زندگی کے راستے گُم ہوگئے

کس طرح ڈھونڈوں میں وہ عکسِ جمیل
میرے دل کے آئینے گُم ہوگئے

گزری کتنے حادثوں سے زندگی
ملنے کے وہ سلسلے گُم ہوگئے

اُلجھی ہے کن مسئلوں سے زندگی
جو تھے دل کے مشغلے گُم ہوگئے

فکر کے دھاگے جو اُلجھے صاحبہ
سوچنے کے سلسلے گُم ہوگئے

○

کچھ ہاتھ سے گرا تھا جو پوروں سے بہہ گیا
معصوم لمس کا فقط احساس رہ گیا

وہ جب سے پاس آیا ہوا دُور اور بھی
بن کر یہ وقت آہنی دیوار رہ گیا

اپنوں سے دور جانے کا دُکھ بھی عجیب ہے
آنکھوں میں بدلی چھا گئی دریا سا بہہ گیا

ڈھونڈوں کہاں جو چل پڑے انجانی راہ پر
اُن کی جدائی دل مرا چپ چاپ سہہ گیا

بوئے نہیں تھے پھول تو کانٹے ہی اب چُنو
چُپ چاپ میرے کانوں میں کوئی یہ کہہ گیا

حساس دل تھا کتنا وہ یہ سوچتے کبھی
جو بات اُس کے دل میں تھی نظروں سے کہہ گیا

○

وہ کبھی کاش میرے گھر آئے
وقت چلتا ہوا ٹھہر جائے

ایسے میں دل سکون کیا پائے
دُور تک جب ہوں یاس کے سائے

اُس کی آواز جب بکھر جائے
گھر میں ایک نغمگی پلٹ آئے

ان کی بنیاد جب حقیقت ہو
میری باتیں وہ کیسے جھٹلائے

روکے رکھتی ہوں آنسوؤں کو مگر
پھر بھی پیمانہ یہ چھلک جائے

صاحبہ کس کو ایسا حق ٹھہرا
کس لئے کوئی دل کو تڑپائے

○

دلِ غم زدہ کو قرار دے
مِری زندگی کو سنوار دے

ہے قبول دل کو ہر ایک شے
اُسے پھول دے وہ کہ خار دے

مجھے شہرتوں کی طلب نہیں
مرے دل کو صبر و قرار دے

مری زندگی ہے خزاں زدہ
اسے صرف رنگِ بہار دے

مرے لب پہ تیرا ہی نام ہو
کبھی مجھ کو ایسا خمار دے

کہوں کیسے اس سے میں صاحبہ
وہ کرم سے مجھ کو سنوار دے

○

سوچو ہے کتنا درد کسی کے سوال میں
شاید خوشی چھپی ہے غمِ لازوال میں

یہ ریشمی لکیر سی کیا اس نے ڈال دی
جیسے نکیل ڈال دی میرے خیال میں

اُس کے حسین چہرے پہ ہیں رنگ بے شمار
دیکھے نہ ہوں گے اُس نے بھی خواب و خیال میں

مل جائے گی نجات غمِ روزگار سے
ماضی کو چھوڑ آؤ مرے ساتھ حال میں

اے کائنات بخش دے قدرے اُسے سکوں
میری نگاہ ٹھہری ہے اب ماہ و سال میں

اے صاحبہ میں کیا کروں تفسیر زندگی
یہ زندگی کچھ اور ہے میرے خیال میں

○

چوٹ لگتی ہے تو ہر درد بکھر جاتا ہے
چند ہی لمحوں میں جو زخم ہے بھر جاتا ہے

سارے دن کرتا ہے گردش جو فلک پر سورج
شام جب ڈھلتی ہے چپکے سے وہ گھر جاتا ہے

قلبِ مضطر میں کئی شکوے گلے ہوتے ہیں
جب وہ ملتا ہے یہ سیلاب اُتر جاتا ہے

میں بظاہر نہ کہوں دیکھ کے دنیا کا چلن
دل مرا اُس کے خیالات سے ڈر جاتا ہے

صاحبہ دل نہیں ہو پاتا کبھی یکجا پھر
جب خیالات کی صورت یہ بکھر جاتا ہے

○

ساتھ مسرّت کے غم کتنا لکھا ہے
لکھنے والے اور بتا کیا لکھا ہے

جیت ہی جاتا ہے وہ اپنی دلیلوں سے
میرے حصّے ہی میں ہارنا لکھا ہے

باہر کتنے پھول کھلے ہیں گلشن میں
دِل کے اندر لیکن صحرا لکھا ہے

بات ہے اتنی سی جس سے ہے تنگ بہت
اُس کی جبیں پر نام جو میرا لکھا ہے

اُس کے ہر اِک رنگ میں خود کو رنگ لیا
پھر بھی ہجر کی آگ میں جلنا لکھا ہے

O

کس کو دِکھاؤں زخمِ جگر کس کو پکاروں
کوئی نہیں تا حدِّ نظر کس کو پکاروں

کھویا ہوا ہے ہر کوئی اک بھیڑ میں جیسے
آتا ہی نہیں کوئی نظر کس کو پکاروں

ارمان کئی دل میں تھے اور دور تھی منزل
کیا جانے کہاں کھو گیا گھر کس کو پکاروں

ایسا نہیں ہے کوئی جو ہو میرا ہم سفر
تنہا ہوں کب سے محوِ سفر کس کو پکاروں

اے صاحبہ کوئی نہیں اس شہر میں اپنا
دن رات ہوں گے کیسے بسر کس کو پکاروں

○

سانسوں میں میری کس کی ہے خوشبو رچی ہوئی
لگتا ہے کائنات ہے اس میں بسی ہوئی

جس دن سے آپ میرے خیالوں میں بس گئے
اس زندگی کی آب و ہوا اور ہی ہوئی

وہ چپکے چپکے آ کے مرا ہم نشیں رہا
کس طرح میں بتاؤں کہ کتنی خوشی ہوئی

اس دل میں اس کا نام ہے آنکھوں میں اس کا روپ
اور اس لگن سے میری رواں زندگی ہوئی

وہ دل میں بس گیا ہے مرے جب سے صاحبہ
لگتا ہے مجھ کو پوری مری ہر کمی ہوئی

○

ہے ویران کتنا چمن دیکھ لے
یہ ماحول ہے دل شکن دیکھ لے

ترے سخت لہجے کا کانٹا چبھا
ہے دل میں ابھی تک چبھن دیکھ لے

ترے ہجر کی سرد راتوں میں بھی
سلگتا ہے میرا بدن دیکھ لے

نہیں ہے کوئی بھی یہاں مطمئن
جو چہرہ بھی ہے پُر شکن دیکھ لے

غزل خواں ہوئی صاحبہ آج پھر
کوئی بزم میں اہلِ فن دیکھ لے

○

اُس کو چاہا ہے تو پھر ساتھ مجھے رہنا ہے
کوئی بھی دُکھ ہو اُسے ہنستے ہوئے سہنا ہے

کون ہے اپنا یہاں کون پرایا میرا
آبشاروں کی طرح سُر میں مجھے بہنا ہے

خواب پورے ہوں سبھی کوئی ضروری تو نہیں
جاتے موسم کا ہر اِک درد مجھے سہنا ہے

کس کی خاطر میں پریشان سی رہتی ہوں مدام
آخر اِک روز تو یہ راز اُسے کہنا ہے

صاحبہ کچھ بھی ہو انجام فسانے کا مرے
جب سفینہ ہے تو دریا میں اُسے بہنا ہے

○

یاد آتا ہے مجھے ریت کا گھر بارش میں
مَیں اکیلی تھی سرِ راہگزر بارش میں

وہ عجب شخص تھا ہر حال میں خوش رہتا تھا
اُس نے تاعمر کیا ہنس کے سفر بارش میں

تم نے پوچھا بھی تو کس موڑ پہ آ کر پوچھا
کیسے اُجڑا تھا چہکتا ہوا گھر بارش میں

آندھیاں بھی نہ بجھا پائیں محبت کے چراغ
ٹوٹ کر گر گئے کتنے ہی شجر بارش میں

آنکھیں بوجھل ہیں طبیعت بھی ہے کچھ افسردہ
کیسی السائی سی لگتی ہے سحر بارش میں

○

کیسی اُلجھن میں پھنسایا دل نے
مجھ کو ہر لمحہ ستایا دل نے

کس قدر غم تھے مجھے گھیرے ہوئے
کیسے یہ بوجھ اٹھایا دل نے

دور آکاش میں اُڑنا تھا مجھے
ساتھ میرا نہ نبھایا دل نے

اُس کے کھونے کا تھا اندیشہ بہت
پھر بھی مجھ کو نہ بتایا دل نے

صاحبہ اُس سے محبت تھی مجھے
راز یہ کیسے چھپایا دل نے

○

اک کشمکش میں دل مرا رہتا ہے آجکل
ہر بات پر خموش رہ، کہتا ہے آجکل

ڈوبا ہوا وہ فکر میں رہتا ہے آجکل
جذبوں کی تیز دھار میں بہتا ہے آج کل

اب مدتوں سے رابطہ جس سے نہیں رہا
دن رات میرے دل میں وہ رہتا ہے آجکل

انجانے ایک خوف سے یہ دل ہے فکرمند
اک سایہ میرے ساتھ میں رہتا ہے آجکل

کل دیکھ کر اُسے، مجھے محسوس یہ ہوا
خاموش رہ کے درد کیوں سہتا ہے آجکل

اے صاحبہ بیان کروں دل کا حال کیا
جو درد بھی ہے جھیلتا رہتا ہے آجکل

○

قدم قدم پہ وہ اپنی روش بدلتا رہا
یہ اور بات کہ وہ ساتھ میرے چلتا رہا

تمام عمر نہیں آیا کوئی وعدے پر
تمام عمر کوئی کروٹیں بدلتا رہا

اُسے گمان رہا یہ کہ وہ اکیلا ہے
پر اُس کے ساتھ کوئی سایہ بن کے چلتا رہا

میں ڈھونڈتی ہی رہی آئینے میں عکس اُس کا
ہر ایک لمحے میں وہ آئینہ بدلتا رہا

میں دل کی بات بھی اے صاحبہ کہتی کیسے
وہ بات کرنے کا انداز ہی بدلتا رہا

○

کسی کو کوئی گلہ ہو نہ کسی کو شکوا
کچھ روز مرے دیس میں رہنے کو تو آجا

ہو کوئی بھی عالم یہاں رہتے ہیں سبھی خوش
غم ہو کہ خوشی سب کے لئے ہوتے ہیں یکجا

توڑ آئی ہوں رشتوں کے سبھی دھاگوں کو جب سے
تب سے کوئی اب مجھ کو پرایا نہیں لگتا

اے صاحبہ سمجھے کوئی کیا دیس کو تیرے
وہ اپنا بھی ہو کے مجھے لگتا نہیں اپنا

○

مرے ہونٹوں پہ کیسی بات آئی
لگا جیسے کوئی سوغات آئی

رہے ہیں زندگی میں جب بھی تنہا
کسی کی یاد ہے دن رات آئی

رواں ہیں اُس کی خاطر میرے آنسو
بڑی مدّت میں ہے برسات آئی

سکوں ملتا اگر تو دل کو کیسے
کوئی راحت نہ غم کے ساتھ آئی

بغیر اُس کے ہوا محسوس ایسے
کہ جیسے صحرا میں ہو رات آئی

بتاتی بھی تو کس کو صاحبہ میں
جو لے کر زندگی صدمات آئی

○

جب اُس نے سینے میں خنجر چھپا کے رکھا ہے
یہ دیکھنا ہے کہ اب وار کس پہ کرتا ہے

خبر یہ عام ہے لیکن یہ کیسا پردہ ہے
کہ ٹوٹا آئینہ اُس نے سنبھال رکھا ہے

زباں بھی چپ ہے فضا پر ہے خامشی طاری
ہے کس کا خوف تجھے، کیوں کسی سے ڈرتا ہے

جو تیرے پاؤں کے نیچے کہیں زمیں ہی نہیں
سفر کا کر کے تو کیسے ارادہ بیٹھا ہے

ہوئی ہے شام دریچوں پہ چاندنی چھٹکی
ہے کس کا سایہ جو شب بھر سسکتا رہتا ہے

کہاں کہاں نہ پرندوں نے پنکھ پھیلائے
مگر یہ کیا کہ کسی شاخ پر نہیں ٹھکانا ہے

○

خود کو مجھ پر نثار کر دیکھو
ہو سکے مجھ سے پیار کر دیکھو

مجھ کو کرلو شریکِ تنہائی
سونی راتیں سنوار کر دیکھو

ساتھ میرے کبھی محبت میں
چند لمحے گزار کر دیکھو

آرزوئیں کبھی نہیں مرتیں
آرزوؤں کو مار کر دیکھو

کب سے ہم بھیڑ میں ہیں کھوئے ہوئے
دور سے ہی پکار کر دیکھو

صاحبہ کی ہے آرزو کتنی
اس کو دل میں اُتار کر دیکھو

○

جب اُس نے سینے میں خنجر چھپا کے رکھا ہے
یہ دیکھنا ہے کہ اب وار کس پہ کرتا ہے

خبر یہ عام ہے لیکن یہ کیسا پردہ ہے
کہ ٹوٹا آئینہ اُس نے سنبھال رکھا ہے

زباں بھی چپ ہے فضا پر ہے خامشی طاری
ہے کس کا خوف تجھے، کیوں کسی سے ڈرتا ہے

جو تیرے پاؤں کے نیچے کہیں زمیں ہی نہیں
سفر کا کر کے تو کیسے ارادہ بیٹھا ہے

ہوئی ہے شام دریچوں پہ چاندنی چھٹکی
ہے کس کا سایہ جو شب بھر سسکتا رہتا ہے

کہاں کہاں نہ پرندوں نے پنکھ پھیلائے
مگر یہ کیا کہ کسی شاخ پر نہیں ٹھکانا ہے

○

خود کو مجھ پر نثار کر دیکھو
ہو سکے مجھ سے پیار کر دیکھو

مجھ کو کرلو شریکِ تنہائی
سونی راتیں سنوار کر دیکھو

ساتھ میرے کبھی محبت میں
چند لمحے گزار کر دیکھو

آرزوئیں کبھی نہیں مرتیں
آرزوؤں کو مار کر دیکھو

کب سے ہم بھیڑ میں ہیں کھوئے ہوئے
دور سے ہی پکار کر دیکھو

صاحبہ کی ہے آرزو کتنی
اس کو دل میں اُتار کر دیکھو

○

ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوگا
یاد مجھے وہ کرتا ہوگا

میرے نام کا لے کے سہارا
وہ ہر غم سے اُبھرتا ہوگا

ڈوبا سا رہتا ہے غم میں
وہ بھی کسی پر مرتا ہوگا

وہ تنہائی کے لمحوں میں
اپنے آپ سے ڈرتا ہوگا

صاحبہ مجھ کو یقیں ہے اُس کا
میرا ذکر وہ کرتا ہوگا

○

اُس نے میرے دل کو کتنا تڑپایا
میٹھا میٹھا درد کا رشتہ یاد آیا

سنگی ساتھی کھیل کھلونے چھوٹ گئے
بچپن کی یادوں نے کتنا تڑپایا

آنکھوں سے بہتے آنسو رُکتے ہی نہیں
کون ہے جو ایسے میں اتنا یاد آیا

کیوں رہتا ہے سب کے غم میں گُم صُم سا
اس کا غم تو اور بڑھا جتنا سمجھایا

کتنا پرانا میرا رشتہ درد سے ہے
اس کا ہر اک رنگ مرے دل کو بھایا

صاحبہ کیسے بھولوں اپنے ماضی کو
رقص میں ہے گزری یادوں کا ہر سایہ

○

ٹھنڈی آہیں بھرتا ہوگا
یاد مجھے وہ کرتا ہوگا

میرے نام کا لے کے سہارا
وہ ہر غم سے اُبھرتا ہوگا

ڈوبا سا رہتا ہے غم میں
وہ بھی کسی پر مرتا ہوگا

وہ تنہائی کے لمحوں میں
اپنے آپ سے ڈرتا ہوگا

صاحبہ مجھ کو یقیں ہے اُس کا
میرا ذکر وہ کرتا ہوگا

○

اُس نے میرے دل کو کتنا تڑپایا
میٹھا میٹھا درد کا رشتہ یاد آیا

سنگی ساتھی کھیل کھلونے چھوٹ گئے
بچپن کی یادوں نے کتنا تڑپایا

آنکھوں سے بہتے آنسو رُکتے ہی نہیں
کون ہے جو ایسے میں اتنا یاد آیا

کیوں رہتا ہے سب کے غم میں گُم صُم سا
اس کا غم تو اور بڑھا جتنا سمجھایا

کتنا پرانا میرا رشتہ درد سے ہے
اس کا ہر اک رنگ مرے دل کو بھایا

صاحبہ کیسے بھولوں اپنے ماضی کو
رقص میں ہے گزری یادوں کا ہر سایہ

○

سہما سہما سا ہر بشر دیکھا
دل میں کوئی نہ کوئی ڈر دیکھا

رات بھر بھیگتی رہیں آنکھیں
اُس کی یادوں کا وہ سفر دیکھا

ہر گھڑی اس کے ہاتھ خالی ہیں
کتنا مجبور ہر بشر دیکھا

حوصلہ کس قدر ہوا مجھ کو
جب اُسے شاملِ سفر دیکھا

بہہ گیا سر بہ سر یہ پانی میں
بعد مدّت کے اپنا گھر دیکھا

صاحبہ دیکھتی رہی میں اُسے
اُس کو جب بھی ہے اک نظر دیکھا

○

بارہا دل یہ سوچتا ہوگا
آنے والے دنوں میں کیا ہوگا

آج لے لو کھلی فضا میں سانس
کیا کہیں کل کا وقت کیا ہوگا

چلتے ہو لے کے ہاتھ ہاتھوں میں
عمر بھر کیا یہ سلسلہ ہوگا

کون جانے کہ کیسا دور آئے
کل کا موسم ہی دوسرا ہوگا

ہم نہ ہوں گے تو کون پوچھے گا
صرف ہونٹوں پہ تذکرہ ہوگا

صاحبؔ جو کرے گا سب کا بھلا
اُس کا بھی عمر بھر بھلا ہوگا

○

میرے دل کی کتاب پڑھ لینا
جو بھی پالے ہیں خواب پڑھ لینا

جب بھی فرصت ہو میرے چہرے سے
زندگی کا حساب پڑھ لینا

ہیں جو چرچے مرے گناہوں کے
کر کے ان کا حساب پڑھ لینا

غم کے ماروں سے پوچھنا یہ کبھی
زندگی ہے عذاب پڑھ لینا

صاحبہ دل کی آرزو کیا ہے
میرے غم کا نصاب پڑھ لینا

○

مجھے بھی دیکھنا ہے اس کے پیار کا موسم
ابھی تو دور ہے دل کے قرار کا موسم

سنائی دیتی ہیں اب دل کی آہٹیں اُس کی
ہے ختم ہونے کو اب انتظار کا موسم

کبھی تو رُت یہ خزاں کی چمن میں بدلے گی
کبھی تو ہوگا میسر بہار کا موسم

ہے تیز دھوپ مرے سر پہ چھاؤں بھی تو نہیں
بتا کہاں ہے وہ میرے سنگار کا موسم

اُداس راتیں ہیں، دن بھی اُداس ہیں میرے
پلٹ کے آئے گا کب اُس کے پیار کا موسم

اگر وہ صاحبہ چلتا رہے گا ساتھ مرے
میں ڈھونڈ لاؤں گی اِک دن بہار کا موسم

○

تُم جو سدھرو گے زمانہ بھی سدھر جائے گا
عشق کی آنچ میں یہ دل بھی نکھر جائے گا

جب بھی تُم اپنی انا چھوڑ کے سوچو گے مجھے
وقت جاتا ہوا کچھ دیر ٹھہر جائے گا

بکھرا بکھرا سا ہے شیرازۂ دل تیرے بغیر
تم چلے آؤ تو ماحول سنور جائے گا

موج سے موج ملے گی تو بدل جائے گا وقت
جو ہے زوروں پہ یہ سیلاب اُتر جائے گا

صاحبہ جیسے بھی ممکن ہو سنوارو اس کو
ورنہ شیرازہ زمانے کا بکھر جائے گا

○

میں تھک گئی ہوں بہت اَب نہ آزمائے مجھے
سنائے ایسی کہانی کہ نیند آئے مجھے

میں کچھ کہوں اُسے لیکن وہ کچھ سمجھتا ہے
نہ میری نظروں سے وہ اوراب گرائے مجھے

گئے زمانوں کی ہر بات کچھ الگ ٹھہری
ہمارے دور میں بھی دل بہت رُلائے مجھے

بہت دنوں سے ستاتی ہے یاد وادی کی
کوئی تو ہو مری وادی میں جو بلائے مجھے

وہ میرا ہوکے بھی کیوں آج مجھ کو بھول گیا
مرا قصور ہے کیا اتنا ہی بتائے مجھے

عجیب بات ہے اے صاحبہ کہوں تو کیا
بھلاتی ہوں جسے وہ اور یاد آئے مجھے

○

غم کا کسی صورت بھی مداوا نہیں ہوتا
کب میرا یہاں خونِ تمنا نہیں ہوتا

اس زندگی میں آتے ہیں کچھ ایسے بھی لمحے
جب تنہا بھی ہوکر کوئی تنہا نہیں ہوتا

یہ بات میری سوچ میں ہے آج بھی شامل
جو ساتھ میں چلتا ہے شناسا نہیں ہوتا

جگنو سے تو راتوں کے اندھیرے نہیں مٹتے
جگنو تو کسی طور ستارا نہیں ہوتا

اے صاحبہ افشاء کروں میں راز یہ کیسے
وہ اپنا بھی ہو کر مرا اپنا نہیں ہوتا

○

محبت زندگی میں اب کہاں ہے
یہ دنیا کس قدر آزارِ جاں ہے

چلایا جس نے تھا اُنگلی پکڑ کر
میں اُس کو ڈھونڈتی ہوں وہ کہاں ہے

کبھی بستے تھے ان میں خواب کتنے
مگر آنکھوں میں اب ان کا دھواں ہے

نہیں دیکھا تھا یہ منظر نظر نے
عجب ہیں لوگ عجب ان کا جہاں ہے

کبھی فن کے سبب تھی شاعری یہ
مگر اب شاعری میں فن کہاں ہے

بیاں کیسے کروں میں صاحبہ یہ
بغیر اس کے ادھوری داستاں ہے

○

غم کا کسی صورت بھی مداوا نہیں ہوتا
کب میرا یہاں خونِ تمنا نہیں ہوتا

اس زندگی میں آتے ہیں کچھ ایسے بھی لمحے
جب تنہا بھی ہوکر کوئی تنہا نہیں ہوتا

یہ بات میری سوچ میں ہے آج بھی شامل
جو ساتھ میں چلتا ہے شناسا نہیں ہوتا

جگنو سے تو راتوں کے اندھیرے نہیں مٹتے
جگنو تو کسی طور ستارا نہیں ہوتا

اے صاحبہ افشاء کروں میں راز یہ کیسے
وہ اپنا بھی ہو کر مرا اپنا نہیں ہوتا

○

محبت زندگی میں اب کہاں ہے
یہ دنیا کس قدر آزارِ جاں ہے

چلایا جس نے تھا اُنگلی پکڑ کر
میں اُس کو ڈھونڈتی ہوں وہ کہاں ہے

کبھی بستے تھے ان میں خواب کتنے
مگر آنکھوں میں اب ان کا دھواں ہے

نہیں دیکھا تھا یہ منظر نظر نے
عجب ہیں لوگ عجب ان کا جہاں ہے

کبھی فن کے سبب تھی شاعری یہ
مگر اب شاعری میں فن کہاں ہے

بیاں کیسے کروں میں صاحبہ یہ
بغیر اس کے ادھوری داستاں ہے

○

اگر دل ٹوٹ بھی جائے فغاں ہونے نہیں دیتے
کسی کو بھی ہم اپنا رازداں ہونے نہیں دیتے

ان آنکھوں سے برابر اشک بہتے رہتے ہیں پھر بھی
ہم اپنے شعلۂ دل کو دھواں ہونے نہیں دیتے

گزر جاتے ہیں ہم ہنستے ہوئے پُر خار راہوں سے
مگر خود کو کبھی بھی بدگماں ہونے نہیں دیتے

بڑی خاموشی سے ہم خود ہی اپنا درد سہتے ہیں
کسی کے دل پہ یہ بارِ گراں ہونے نہیں دیتے

برابر دوریاں پیدا ہوں جس سے صاحبہ دل میں
اِک ایسی بات کو ہم داستاں ہونے نہیں دیتے

○

حال دل کا اُسے سنانا ہے
اُس سے ملنے کا یہ بہانا ہے

اُس کی باتوں میں صرف طعنہ ہے
جس کا مقصد فقط ستانا ہے

مجھ کو خود بھی نہیں ہے یہ معلوم
کس کو کھونا ہے کس کو پانا ہے

دور رہتے ہیں جو زمانے سے
اُن کی ٹھوکر میں یہ زمانہ ہے

روٹھے رہتے ہیں بے سبب ہم سے
ایسے لوگوں کو کیا منانا ہے

ہر طرف تھا چلن وفا کا جب
میری نظروں میں وہ زمانہ ہے

وعدہ کرنا ہے صاحبہ جو بھی
اس کو ہر حال میں نبھانا ہے

○

اگر دل ٹوٹ بھی جائے فغاں ہونے نہیں دیتے
کسی کو بھی ہم اپنا رازداں ہونے نہیں دیتے

ان آنکھوں سے برابر اشک بہتے رہتے ہیں پھر بھی
ہم اپنے شعلۂ دل کو دھواں ہونے نہیں دیتے

گزر جاتے ہیں ہم ہنستے ہوئے پر خار راہوں سے
مگر خود کو کبھی بھی بدگماں ہونے نہیں دیتے

بڑی خاموشی سے ہم خود ہی اپنا درد سہتے ہیں
کسی کے دل پہ یہ بارِ گراں ہونے نہیں دیتے

برابر دوریاں پیدا ہوں جس سے صاحبہ دل میں
اِک ایسی بات کو ہم داستاں ہونے نہیں دیتے

○

حال دل کا اُسے سنانا ہے
اُس سے ملنے کا یہ بہانا ہے

اُس کی باتوں میں صرف طعنہ ہے
جس کا مقصد فقط ستانا ہے

مجھ کو خود بھی نہیں ہے یہ معلوم
کس کو کھونا ہے کس کو پانا ہے

دور رہتے ہیں جو زمانے سے
اُن کی ٹھوکر میں یہ زمانہ ہے

روٹھے رہتے ہیں بے سبب ہم سے
ایسے لوگوں کو کیا منانا ہے

ہر طرف تھا چلن وفا کا جب
میری نظروں میں وہ زمانہ ہے

وعدہ کرنا ہے صاحبہ جو بھی
اس کو ہر حال میں نبھانا ہے

○

میرے دل سے وفائیں کون کرے
میرے حق میں دعائیں کون کرے

جب کہ اِن کا چلن نہیں باقی
ایسے میں پھر وفائیں کون کرے

وہ جو ہر دل کو موہ لیتی ہیں
پیش ایسی ادائیں کون کرے

وہ کہ ہر دم جفائیں کرتے ہیں
اُن سے پیہم وفائیں کون کرے

جو پہنچ پائیں حق کے امبر تک
اتنی اونچی صدائیں کون کرے

صاحبہ یہ خیال آتا ہے
میری خاطر دعائیں کون کرے

○

تجھ سے کیا وابستگی ہونے لگی ہے
زندگی اب زندگی ہونے لگی ہے

کیسی خوشبو چھا گئی ہے میرے اندر
اس سے شاید دوستی ہونے لگی ہے

جب نہیں ہے مجھ کو تیرا ساتھ حاصل
زندگی کی رہ کڑی ہونے لگی ہے

کل کی بارش سے فضا تھی بھیگی بھیگی
اب ان آنکھوں میں نمی ہونے لگی ہے

جس قدر اس کو دبایا صاحبہ نے
دل کی ہر خواہش بڑی ہونے لگی ہے

○

چہار سُو ہو گلِ آرزو کھِلا جیسے
سکوں کے لمحوں کو ہو ہم نے جی لیا جیسے

بغیر ہاتھ اُٹھائے دعا قبول ہوئی
یہ لگ رہا ہے کوئی معجزہ ہوا جیسے

تمام زندگی ہم غم سے ہمکنار رہے
جو ہم پہ قرض تھا واجب ہوا ادا جیسے

چھپا ہوا تھا جو اک خواب میری آنکھوں میں
وہ اُن سے ملتے ہی تعبیر پا گیا جیسے

ہے اس پہ صاحبہ اک سائباں مصائب کا
دلِ حزیں کو کوئی آسرا ملا جیسے

○

میری سچ بات کو وہ جھوٹ بنا دیتے ہیں
بِن سُنے بات مری مجھ کو سزا دیتے ہیں

میں نے ہر رسم کو توڑا ہے فقط اُن کے لئے
میری اس بات کو وہ دل سے بھلا دیتے ہیں

لفظ گونگے ہیں کبھی تو یہ گواہی دیں گے
مانا ہر درد کو وہ زخم بنا دیتے ہیں

ہم نے راہوں میں جلائے ہیں محبت کے چراغ
لوگ ان جلتے چراغوں کو بجھا دیتے ہیں

کتنے ہمدرد ہیں اے صاحبہ آنسو میرے
وہ مرا حالِ زبوں اُن کو سنا دیتے ہیں

○

مجھ سے بچھڑ کر میری طرح تم روئے کیا؟
تکیے میری طرح اشکوں سے بھگوئے کیا؟

جب بھی ہوا ماضی کو چھوکر آتی ہے
ان لمحوں میں چین ہو دل کا کھوئے کیا؟

وقت کے دامن سے جو لمحے چھوٹ گئے
ان لمحوں کی یاد میں تم بھی روئے کیا؟

اپنے ستم کی جب بھی تم کو یاد آئی
پچھتاوے سے من کے میل کو دھوئے کیا؟

صاحبہ جن سے پھول کھلیں ارمانوں کے
من آنگن میں ایسے سپنے بوئے کیا

○

بے شک میرے دل کے کوئی پاس نہیں تھا
پھر بھی مجھے تنہائی کا احساس نہیں تھا

زندگی میں نے ایسے میں بھی گزاری ہے
جب میرا ماحول بھی مجھ کو راس نہیں تھا

تار تار تھا جس کا گریباں وحشت سے
حیرت ہے کہ اُس کو یہ احساس نہیں تھا

ایسے مراحل سے بھی اکثر گزری ہوں
جب میرا سایہ بھی میرے پاس نہیں تھا

صاحبہ میرا حال وہ پوچھنے آئے تھے
لفظ کوئی کہنے کو میرے پاس نہیں تھا

○

مجھ سے بچھڑ کر میری طرح تم روئے کیا؟
تکیے میری طرح اشکوں سے بھگوئے کیا؟

جب بھی ہوا ماضی کو چھو کر آتی ہے
ان لمحوں میں چین ہو دل کا کھوئے کیا؟

وقت کے دامن سے جو لمحے چھوٹ گئے
ان لمحوں کی یاد میں تم بھی روئے کیا؟

اپنے ستم کی جب بھی تم کو یاد آئی
پچھتاوے سے من کے میل کو دھوئے کیا؟

صاحبہ جن سے پھول کھلیں ارمانوں کے
من آنگن میں ایسے سپنے بوئے کیا

○

بے شک میرے دل کے کوئی پاس نہیں تھا
پھر بھی مجھے تنہائی کا احساس نہیں تھا

زندگی میں نے ایسے میں بھی گزاری ہے
جب میرا ماحول بھی مجھ کو راس نہیں تھا

تار تار تھا جس کا گریباں وحشت سے
حیرت ہے کہ اُس کو یہ احساس نہیں تھا

ایسے مراحل سے بھی اکثر گزری ہوں
جب میرا سایہ بھی میرے پاس نہیں تھا

صاحبہ میرا حال وہ پوچھنے آئے تھے
لفظ کوئی کہنے کو میرے پاس نہیں تھا

○

فرقت میں کسی کی ہمیں جینا نہیں آتا
یہ زہر کسی طور بھی پینا نہیں آتا

باطل کو کسی طور بھی حق کہہ نہیں سکتے
کیا کیجئے ہم کو یہ دکھاوا نہیں آتا

ہم اور تڑپ سکتے نہیں اس کی گھٹن سے
جو راز ہے دل میں وہ چھپانا نہیں آتا

یہ زندگی انسان کی کٹ جاتی ہے اس طور
رونا نہیں آتا کبھی ہنسنا نہیں آتا

اس واسطے برداشت اسے کرتے ہیں ہنس کر
دل میں ہے جو غم اس کا مداوا نہیں آتا

اے صاحبہ اک بار جو جاتا ہے جہاں سے
ہم کچھ بھی کریں پھر وہ دوبارا نہیں آتا

○

رنگ کچّے ہیں جو بھی اتر جائیں گے
سب اداکار اک دن بکھر جائیں گے

ایک مرکز پہ رہتا نہیں کچھ یہاں
دن یہ گردش کے آخر گزر جائیں گے

پوچھنے والا جن کو نہیں کوئی بھی
تیری دُنیا میں اب وہ کدھر جائیں گے

ہم سے سرزد نہ کوئی خطا بھی ہوئی
پھر بھی الزام ہم پر وہ دھر جائیں گے

گلستاں کو بگڑنا سنورنا بھی ہے
جتنے آئیں گے موسم گزر جائیں گے

ٹہنیوں پر جو لہراتے ہیں صاحبہ
ایک دن سارے پتّے بکھر جائیں گے

○

نہیں معلوم اِس کو کس کا ڈر ہے
جو وہ سہما ہوا شام و سحر ہے

حکایت زندگی کی مختصر ہے
کہ اس کا کھیل سارا سانس پر ہے

حقیقت میں ہے یہ بھی اک پتھر
بظاہر دیکھنے میں جو گہر ہے

نبھاتی جارہی ہے ساتھ ہم سے
ابھی یہ زندگی محوِ سفر ہے

روا رکھے ہوئے ہو سلسلہ یہ
ستم میں کیا کوئی باقی کسر ہے

○

پریشانی سے وابستہ ہے دنیا
جسے بھی دیکھئے وہ در بدر ہے

کروں میں کیا گلہ اس کی جفا کا
نظر اس کی مری ہر بات پر ہے

کہیں تو کیا کہیں اے صاحبہ ہم
ہے شر کا مادّہ جس میں، بشر ہے

O

نہیں معلوم اِس کو کس کا ڈر ہے
جو وہ سہما ہوا شام و سحر ہے

حکایت زندگی کی مختصر ہے
کہ اس کا کھیل سارا سانس پر ہے

حقیقت میں ہے یہ بھی اک پتھر
بظاہر دیکھنے میں جو گہر ہے

نبھاتی جا رہی ہے ساتھ ہم سے
ابھی یہ زندگی محوِ سفر ہے

روا رکھے ہوئے ہو سلسلہ یہ
ستم میں کیا کوئی باقی کسر ہے

○

پریشانی سے وابستہ ہے دنیا
جسے بھی دیکھئے وہ در بدر ہے

کروں میں کیا گلہ اس کی جفا کا
نظر اس کی مری ہر بات پر ہے

کہیں تو کیا کہیں اے صاحبہ ہم
ہے شر کا مادّہ جس میں، بشر ہے

○

بند ہونٹوں سے کہانی سی کوئی کہتی ہے
اُس کے چہرے پہ اُداسی یہ بہت سجتی ہے

وہ ہر ایک درد کو سینے سے لگا لیتی ہے
میری ہم زاد ہے جو مجھ سے خفا رہتی ہے

میں بیاں کر نہیں سکتی ہوں کبھی ظرف اُس کا
یہ محبت ہے کوئی چوٹ بھی ہو، سہتی ہے

اُس کی آواز میں جادو ہے نشہ آنکھوں میں
بند کلیوں میں وہ خوشبو کی طرح بہتی ہے

صاحبہ کچھ بھی کروں یہ نہیں رُک پاتی کبھی
ہر گھڑی دل میں مرے غم کی ندی بہتی ہے

○

گزری یادوں کا دیا ایسا جلایا میں نے
خود کو جینے کا اک انداز سکھایا میں نے

درد کس کا ہے یہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں
ہر گھڑی غم کا ہے اک بوجھ اُٹھایا میں نے

مجھ کو جو غیر سمجھتے رہے اس دنیا میں
جان دے کر بھی انھیں اپنا بنایا میں نے

جن کو معلوم نہ تھا کہتے ہیں کس شے کو خلوص
ایسے لوگوں سے ہے نظروں کو چُرایا میں نے

ذات کو اپنی زمانے سے چھپا کر رکھا
اس حقیقت کو بھی افسانہ بنایا میں نے

دل میں جو بات تھی اس سے نہ کبھی کہہ پائی
اپنے اس راز کو دانستہ چھپایا میں نے

صاحبہ زیست میں کچھ ایسے بھی لمحے آئے
اپنا افسانہ ہی جب خود کو سُنایا میں نے

○

جنموں کے بچھڑے تھے جو وہ مل گئے
دل میں جتنے زخم تھے سب سِل گئے

ختم ہوکر رہ گیا اُن کا وجود
دریا جو ساگر میں جا کر مل گئے

رنگ محفل کا ہوا کچھ اور ہی
جب وہاں ہم جیسے اہلِ دل گئے

سوچتے ہی رہ گئے یہ کیا ہوا
ہم سے وہ کس موڑ پر ہیں مل گئے

جب ہوئی حاصل ذرا سی بھی خوشی
غم زدہ لوگوں کے چہرے کھل گئے

کون گزرا ہے ادھر سے صاحبہ
گلستاں کے سارے غنچے کھل گئے

○

کون سمجھے گا تری بات یہاں رہنے دے
کون جائے گا ترے ساتھ کہاں رہنے دے

یہ وہ بستی ہے جہاں جھوٹ کو سچ کہتے ہیں
سچ کی قیمت ہی نہیں کوئی یہاں رہنے دے

اِس سے ٹکرانے پہ کچھ بھی نہیں ہوگا حاصل
وقت جس رنگ میں ہے اس کو رواں رہنے دے

آج کے دور میں کوئی نہیں سننے والا
جو بھی شکوہ ہے اسے زیر زباں رہنے دے

یہ کسی روز بدل دیں گے نظامِ دنیا
ان غریبوں کو ابھی محوِ فغاں رہنے دے

صاحبہ اہل سیاست نہیں بدلیں گے کبھی
یہ بدل دیتے ہیں کیوں اپنے بیاں رہنے دے

○

جنموں کے بچھڑے تھے جو وہ مل گئے
دل میں جتنے زخم تھے سب سِل گئے

ختم ہو کر رہ گیا اُن کا وجود
دریا جو ساگر میں جا کر مل گئے

رنگ محفل کا ہوا کچھ اور ہی
جب وہاں ہم جیسے اہلِ دل گئے

سوچتے ہی رہ گئے یہ کیا ہوا
ہم سے وہ کس موڑ پر ہیں مل گئے

جب ہوئی حاصل ذرا سی بھی خوشی
غم زدہ لوگوں کے چہرے کھل گئے

کون گزرا ہے ادھر سے صاحبہ
گلستاں کے سارے غنچے کھل گئے

O

کون سمجھے گا تری بات یہاں رہنے دے
کون جائے گا ترے ساتھ کہاں رہنے دے

یہ وہ بستی ہے جہاں جھوٹ کو سچ کہتے ہیں
سچ کی قیمت ہی نہیں کوئی یہاں رہنے دے

اِس سے ٹکرانے پہ کچھ بھی نہیں ہوگا حاصل
وقت جس رنگ میں ہے اس کو رواں رہنے دے

آج کے دور میں کوئی نہیں سننے والا
جو بھی شکوہ ہے اسے زیرِ زباں رہنے دے

یہ کسی روز بدل دیں گے نظامِ دنیا
ان غریبوں کو ابھی محوِ فغاں رہنے دے

صاحبہ اہلِ سیاست نہیں بدلیں گے کبھی
یہ بدل دیتے ہیں کیوں اپنے بیاں رہنے دے

○

عمر بھر رنج و غم میں پلتا ہے
پھر بھی دل مسکرا کے چلتا ہے

کام لیتا ہے صاف گوئی سے
اس لئے وہ سبھی کو کھلتا ہے

سوچ دل میں ذرا غریبوں پر
کس لئے ظلم اتنا کرتا ہے

ساری بستی ہے یہ سنپولوں کی
ہر قدم اس میں سانپ ڈستا ہے

پھول بننا ہے اُن کو آخر کار
ننھی کلیوں کو کیوں مسلتا ہے

صاحبہ وہ ہے کیسا انساں جو
دیکھ کر دوسروں کو جلتا ہے

○

ہر اک گھر کو ایسے ڈبویا بارش نے
سب کے دل کا چین ہے کھویا بارش نے

دھرتی کا ہر داغ ہے دھویا بارش نے
ذرّے ذرّے کو ہے بھگویا بارش نے

دیکھتے دیکھتے ہر جانب طوفان اٹھا
آخر ایسا کیا ہے بویا بارش نے

اُس کا مٹا ڈالا ہے اس نے نام ونشاں
اپنے اندر جس کو ڈبویا بارش نے

صاحبہ اس کو اتنا بھی معلوم نہیں
کیا ہے پایا کیا ہے کھویا بارش نے

○

درد کا یہ شہر ہے ٹھہرو ذرا
ہر طرف ایک قہر ہے ٹھہرو ذرا

اب کہاں رُکتی ہے کہہ سکتے نہیں
وقت کی یہ لہر ہے ٹھہرو ذرا

ہے بہت نزدیک خوشیوں کی سحر
غم کا پچھلا پہر ہے ٹھہرو ذرا

سب کو آخر ڈوب جانا ہے یہاں
زندگی اک بحر ہے ٹھہرو ذرا

اس سے بڑھ کر اور ہوگا قہر کیا
آدمی خود قہر ہے ٹھہرو ذرا

پار ہوگی صاحبہ مشکل سے یہ
یہ غموں کی نہر ہے ٹھہرو ذرا

○

جان جاتی ہے مری تم جو چلے جاتے ہو
کیسا آنا ہے یہ اک پل کے لئے آتے ہو

میں نے چنری میں سجائے ہیں ہزاروں تارے
جس طرف دیکھتی ہوں تم ہی نظر آتے ہو

دن میں سائے کی طرح ہر سو نظر آتے ہو
رات خوابوں میں مجھے آ کے جگا جاتے ہو

کتنے جنموں کا یہ ارماں ہے کہ تم ساتھ رہو
اور تم ملنے سے پہلے ہی چلے جاتے ہو

بھولنا چاہتی ہوں جب بھی پرانی یادیں
کیا کہوں ایسے میں تم اور بھی یاد آتے ہو

صاحبہ کو یہ سزا دیتے ہو کس جرم کی تُم
دُور رہ کر اُسے تم کس لئے تڑپاتے ہو

○

اُجلا اُجلا کتنا ہے یہ تن میرا
سہما سہما کیوں رہتا ہے من میرا

دھیرے دھیرے ڈوبتا ہے ایسے سورج
جیسے خاموشی سے یہ جیون میرا

لمحہ لمحہ آنکھوں میں آتا ہے دھواں
لمحہ لمحہ جلتا جاتا ہے من میرا

وہ دن شاید اب نہ پلٹ کر آئیں پھر
ہنستے ہنستے بیت گیا بچپن میرا

رہ اپنی چلتا جاتا ہے ایسے چناب
رفتہ رفتہ جیسے یہ جیون میرا

صاحبہ مجھ سے دور دور رہتا ہے وہ
جس کے لئے مخصوص ہے یہ جیون میرا

○

گھر کے سناٹے میں یہ دل میرا گھبراتا ہے
شام ڈھلتے ہی کوئی سایہ سا لہراتا ہے

جب سفینہ مرا طوفان سے ٹکراتا ہے
ایسے میں کچھ ہو مرا حوصلہ بڑھ جاتا ہے

بھولنا چاہتی ہوں دل سے کسی کی یادیں
اس پہ بھی شام وسحر اُس کا خیال آتا ہے

عمر بھر جس کے لئے میں نے سجائی راتیں
ہم نفس میرا کہیں آگے چلا جاتا ہے

لاکھ کوشش کروں میں پھر بھی نہیں رُک پاتا
غم کا سیلاب جو آنکھوں میں اُمڈ آتا ہے

صاحبہ چاہتی ہوں چاندنی میں کھو جاؤں
کیا کہوں چاند مرا ایسے میں چھپ جاتا ہے

○

اُجلا اُجلا کتنا ہے یہ تن میرا
سہما سہما کیوں رہتا ہے من میرا

دھیرے دھیرے ڈوبتا ہے ایسے سورج
جیسے خاموشی سے یہ جیون میرا

لمحہ لمحہ آنکھوں میں آتا ہے دھواں
لمحہ لمحہ جلتا جاتا ہے من میرا

وہ دن شاید اب نہ پلٹ کر آئیں پھر
ہنستے ہنستے بیت گیا بچپن میرا

رہ اپنی چلتا جاتا ہے ایسے چناب
رفتہ رفتہ جیسے یہ جیون میرا

صاحبہ مجھ سے دور دور رہتا ہے وہ
جس کے لئے مخصوص ہے یہ جیون میرا

○

گھر کے سناٹے میں یہ دل میرا گھبراتا ہے
شام ڈھلتے ہی کوئی سایہ سا لہراتا ہے

جب سفینہ مرا طوفان سے ٹکراتا ہے
ایسے میں کچھ ہو مرا حوصلہ بڑھ جاتا ہے

بھولنا چاہتی ہوں دل سے کسی کی یادیں
اس پہ بھی شام وسحر اُس کا خیال آتا ہے

عمر بھر جس کے لئے میں نے سجائی راتیں
ہم نفس میرا کہیں آگے چلا جاتا ہے

لاکھ کوشش کروں میں پھر بھی نہیں رُک پاتا
غم کا سیلاب جو آنکھوں میں اُمڈ آتا ہے

صاحبہ چاہتی ہوں چاندنی میں کھو جاؤں
کیا کہوں چاند مرا ایسے میں چھپ جاتا ہے

O

اس میں کوئی زخم بھی ہو کب بھرتا ہے
شدّت غم سے یہ دل اور بکھرتا ہے

بڑھ جاتی ہے دوری جب بھی پیدا ہو
دل کا یہ احساس کہاں پھر مرتا ہے

جب بھی اُسے بھلانے کی کوشش میں کروں
میرے خیالوں میں وہ اور اُبھرتا ہے

ہر پہلو سے ٹھیک ہیں جب اعمال ترے
کیوں اہلِ دنیا سے پھر تو ڈرتا ہے

صاحبہ یہ ہے ایک حقیقت دنیا میں
جو جیسا کرتا ہے وہ ویسا بھرتا ہے

○

محفل محبت میں رنگ اک جما جانا
تُم بہار کی صورت زندگی پہ چھا جانا

دل میں ڈر سا رہتا ہے ڈس نہ لے یہ تنہائی
جب تمہیں پکاروں میں میرے پاس آ جانا

پیش ہے عقیدت سے تم نہ اس کو ٹھکرانا
آنسوؤں کی صورت میں میرے دل کا نذرانہ

جیسے بھی ہو دونوں کے ربط کو بڑھاتی ہوں
جانتی ہوں کشتی کو موج سے ہے ٹکرانا

صاحبہ کہاں فرصت مجھ سے آ کے مل جائے
کم نہیں کوئی اس کا میرے خواب میں آنا

○

تو دل کے ساتھ ذہن بھی اپنا بدل کے دیکھ
اس زندگی میں تنہا بھی دو گام چل کے دیکھ

غم اور خوشی زندگی کے ساتھ ساتھ ہیں
مشکل بہت ہے رات مگر پھر بھی چل کے دیکھ

گردہ نہیں ہے تیرا تو کچھ اِس کا غم نہ کر
تو خود ہی اُس کے پیار کے سانچے میں ڈھل کے دیکھ

ہے زندگی حسین بہت اس کو جیت لے
یہ خوشنما ہیں وادیاں ان میں ٹہل کے دیکھ

کوئی نہیں چلے گا ترے ساتھ صاحبہ
یہ زندگی کی بھیڑ ہے اس سے نکل کے دیکھ

○

اجنبی سے شہر میں ہم اجنبی سے ہو گئے
بھیڑ سے ہم دور رہ کر بھی اسی میں کھو گئے

ہم نوا و ہمسفر کا تذکرہ اب کیاں کریں
ساتھ ان کے دو قدم چل کر جدا ہم ہو گئے

کیا کروں غیروں سے شکوہ کیا کروں کوئی گلہ
میرے اپنے ہی مری راہوں میں کانٹے بو گئے

زندگی میں یہ محبت اِک حسیں پیغام ہے
پوچھئے یہ راز اُن سے جو کسی کے ہو گئے

پھر کسی صورت نہ اُن کی بند آنکھیں کھل سکیں
زندگی میں موت کی آغوش میں جو سو گئے

جس قدر تھیں دل میں یادیں دفن کر دیں صاحبہ
رات جاگے تھے بہت جب دن چڑھا ہم سو گئے

○

تیز طوفاں سے گزر جانا بہت مشکل ہے
ایسے میں پار اُتر جانا بہت مشکل ہے

شک نہیں اس میں کہ ہے زیست کی بنیاد یہ غم
اس کی راہوں میں بکھر جانا بہت مشکل ہے

جو بھی سچ بات ہے دانستہ نہیں وہ کہنی
ضبط اس حال میں کر جانا بہت مشکل ہے

کچھ بھی ہو اپنے لئے دنیا میں سب مرتے ہیں
دوسروں کے لئے مر جانا بہت مشکل ہے

صاحبہ مدتوں اِس دُنیا کو جو یاد رہے
کام ایسا کوئی کر جانا بہت مشکل ہے

○

اپنوں سے جو بھی رشتہ تھا دوری میں وہ ڈھلتا گیا
اس کا ایسا اثر ہوا ایک زخم سا دل میں پلتا گیا

ایک خوشی کے بدلے مجھ سے سب نے رشتے توڑ لئے
پھر بھی دلِ ناداں مرا یہ سب کے غموں میں جلتا گیا

کیسی ہے یہ دنیاداری کیسے رشتے ناطے ہیں
جس کو کسی سے کام پڑا وہ ساتھ اُسی کے چلتا گیا

اپنا پرایا کچھ نہیں دیکھا سب کو اپنا مان لیا
ایک گلاب تھا دل میرا جو کانٹوں میں ہی پلتا گیا

صاحبہ مجھ سے دور ہوئے سب جیسے یہ میرے کوئی نہ تھے
میری ان آنکھوں سے اشکوں کا اِک چشمہ سا اُبلتا گیا

○

کیا کہوں خود سے محبت ہے مجھے
وہ کسی کا نہیں حیرت ہے مجھے

مرگئی حسرتِ دل سب میری
اب کسی کی نہیں حاجت ہے مجھے

وہ مرے ساتھ نہیں جانتی ہوں
پھر بھی اُس سے بڑی اُلفت ہے مجھے

وہ جو ایک ہاتھ مرے سر پر تھا
اُس کو پالوں یہی چاہت ہے مجھے

ساتھ ہی ہوتے ہیں جب ساتھ نہیں ہوتے ہیں
صاحبہؔ اُن سے کچھ اس درجہ محبت ہے مجھے

○

ہوا کو ضد ہے کہ پھولوں کو ساتھ لے لوں گی
مجھے یہ ضد کہ بکھرنے سے اُن کو روکوں گی

وہ لینا چاہتا ہے ہاتھوں میں نظام جہاں
میں حق کی تیغ بنوں گی اُسے سنبھالوں گی

میں جانتی ہوں جو انسانیت کی قدریں ہیں
کسی کا درد بھی ہو اپنے دل میں پالوں گی

دیا یہ میرا جو زَد پہ ہوا کی رکھا ہے
کسی بھی حال میں بجھنے سے میں بچا لوں گی

جو آنے والی ہیں نسلیں وہ اس پہ ناز کریں
میں ایسے سانچے میں اس زندگی کو ڈھالوں گی

یہ رسم اُس کی ہے جگنو کو بس مٹا دینا
رہوں گی سانسوں میں اس کی اُسے بچالوں گی

جہاں میں صاحبہ سب لوگ مل کے ساتھ رہیں
جہاں میں جینے کے وہ راستے نکالوں گی

O

کوئی شک نہیں اِس میں بات جو میں کہتی ہوں
پھول ہے وہ میں اُس میں خوشبو بن کے رہتی ہوں

میری اس زباں پر بس نام اُس کا رہتا ہے
اُس کے نام سے اکثر شعر اپنے کہتی ہوں

مجھ کو اس زمانے سے کوئی بھی نہیں مطلب
دھڑکنوں کی صورت میں اُس کے دل میں رہتی ہوں

رات کی یہ تاریکی اُس پہ گہرا سنّاٹا
پھر بھی ایسے عالم میں مسکراتی رہتی ہوں

بس گیا ہے وہ جب سے میری ان نگاہوں میں
آرزو کی لہروں میں ساتھ اُس کے بہتی ہوں

صرف اس کی آنکھوں میں بند ہے مری دنیا
صاحبہ بتاؤں کیا میں کہاں پہ رہتی ہوں

○

کتنے اندیشوں میں گھرا سا رہتا ہے
جو بھی غلط ہو اُسے وہ بہتر کہتا ہے

میں اک دیپ وہ میرے مقابل تیز ہوا
مجھے بجھا دے گا یہ خوف سا رہتا ہے

کیسا عجب دستور ہے کیسی رسم ہے یہ
سایہ بن کر ساتھ وہ میرے رہتا ہے

اپنی دنیا میں رہتا ہے سب سے الگ
حیرت ہے پھر بھی وہ خفا سا رہتا ہے

آتا نہیں ہے کسی بھی صورت وعدے پر
وعدہ کرکے روز مکرتا رہتا ہے

صاحبہ یوں تو کرتا ہے باتیں کتنی
لیکن اپنے دل کی کہاں وہ کہتا ہے

○

ہر وقت زندگی میں مرا دل دغا کرے
اس کو نصیب قرب ہو اُس کا خدا کرے

پہلے وہ دے گا غم مجھے ممکن ہو جس طرح
شاید وہ اس کے بعد پھر ان کی دوا کرے

اس کے بغیر اور نہیں آرزو مری
ہردم وہ میرے پاس رہے یہ خدا کرے

اس میں ہیں جتنے غم وہ اگر لاعلاج ہوں
صورت اگر ہو ایسی تو پھر دل بھی کیا کرے

مخصوص ہے اُسی کے لئے دل یہ صاحبہ
وہ زندگی میں شوق سے اِس میں رہا کرے

○

بارش بغیر رات بھر میں بھیگتی رہی
کیسے بتاؤں اُس کی ہے کتنی کمی رہی

جب وہ نہیں تھے زندگی کیا زندگی رہی
اس زندگی میں مستقل اک بے بسی رہی

آنکھوں سے اس کی یاد میں آنسو رواں رہے
لیکن لبوں پہ بکھری ہوئی اک ہنسی رہی

اس کے بغیر رونقِ محفل کو کیا کہوں
نغموں کے شور میں بھی بڑی خامشی رہی

رُوپوش تھا نظر سے مرا چاند صاحبہ
بکھری ہوئی فلک پہ مگر چاندنی رہی

○

رات آئے گی گزر جائے گی
زندگی یوں بھی سنور جائے گی

وقت کا کیا ہے کہیں رُکتا نہیں
موج آئے گی گزر جائے گی

کوئی دستک نہیں آہٹ بھی نہیں
یہ ہوا جانے کدھر جائے گی

کتنے دن اور ستائے گی مجھے
غم کی آندھی ہے گزر جائے گی

صاحبہ درد کی ہے موجِ رواں
دیکھنا یہ بھی بکھر جائے گی

○

گو میرا حاصلِ نظر ہے تو
اس پہ بھی مجھ سے بے خبر ہے تو

چھاؤں دیتا ہے ہر کسی کو جو
دل یہ کہتا ہے وہ شجر ہے تو

گھر مہکتا ہے یہ ترے دم سے
خوشبوؤں سے بھری سحر ہے تو

کیا کروں تذکرہ میں اُس دل کا
زندگی سے بھی دور تر ہے تو

صاحبہؔ نے اگر تجھے چاہا
اُس کی تقدیر کا ثمر ہے تو

○

اس میں خزاں کا دَور کبھی ہے بہار بھی
یہ دل کہ پرسکوں بھی بہت بے قرار بھی

جو دوسروں کے واسطے ہوں سازشوں میں محو
وہ لوگ اپنے آپ پہ ہوتے ہیں بار بھی

یہ دل کسی کی یاد سے ہے بے نیاز سا
اس کو کسی کے واسطے ہے انتظار بھی

دل جن کے صاف ہوتے ہیں مکروفریب سے
ہوتے ہیں ایسے لوگ محبت شعار بھی

انسانیت کو چاہتے ہیں جو بھی صاحبہ
ہوتا ہے ایسے لوگوں میں میرا شمار بھی

○

اک دوسرے سے جیسے ہی دونوں جدا ہوئے
کچھ ہم بھی بدحواس تھے کچھ وہ خفا ہوئے

وادی یہ میرے خوابوں کی اب کیا سے کیا ہوئی
آنکھوں میں جو سجائے تھے وہ خواب کیا ہوئے

بڑھتی گئی ہیں اس پہ بھی آپس کی دوریاں
وہ بیوفا ہوئے ہیں نہ ہم بیوفا ہوئے

خود کو نہ ڈھونڈ پائے ہم کرتے رہے تلاش
ہم اپنی زندگی میں اگر لاپتہ ہوئے

دیکھا جو مسکرا کے ہوئیں دور رنجشیں
اس زندگی میں صاحبہ وہ جب خفا ہوئے

○

فرض جو بھی تھا محبت میں نبھایا ہم نے
اُس کی ہر بات کو سینے سے لگایا ہم نے

رنج و غم کی ہو وہ یورش کہ مصائب کا ہجوم
خود کو ہر حال میں ہنستے ہوئے پایا ہم نے

اس سے بڑھ کر نہیں کچھ اور محبت کا ثبوت
جب پرائے کو بھی سمجھا نہ پرایا ہم نے

دل پہ جو چوٹ پڑی اُس پہ بھی خاموش رہے
کب کسی بات کا افسانہ بنایا ہم نے

اُس کی آنکھوں سے چھلک اُٹھتے ہیں آنسو اکثر
حالِ دل صاحبہ جب اُس کو سنایا ہم نے

○

فرض جو بھی ہو ادا اپنا وہ کر جاتے ہیں
تپتے شعلوں سے بھی کچھ لوگ گزر جاتے ہیں

یہ حقیقت ہے ٹھہر جاتا ہے دنیا کا نظام
ہم جہاں ایک بھی لمحے کو ٹھہر جاتے ہیں

دل شکستہ کبھی ہوتے نہیں ہم ان کے لئے
زخم کیسے بھی ہوں اِک روز وہ بھر جاتے ہیں

ہم نے سیکھا ہے ہر اک حال میں ہنستے رہنا
ہم نہیں اُن میں مصائب سے جو ڈر جاتے ہیں

صاحبہؔ ہم کو ڈراتے نہیں آلامِ حیات
مشکلیں جو بھی پڑیں اُن سے سنور جاتے ہیں

○

ہنستے ہوئے دلوں کو غموں میں بہا گئے
وہ کیا گئے کہ رشتوں کو جڑ سے ہلا گئے

وہ اِک نظر میں دل کو دِوانہ بنا گئے
ہے بات مختصر مری دنیا پہ چھا گئے

ہم چاہتے تھے اُن سے کوئی بات کھل کے ہو
جب بھی ملے وہ راہ میں نظریں چُرا گئے

وہ رونقیں ہیں اب نہ وہ ہنگامے صاحبہ
اس زندگی کی بزم سے اُٹھ کر وہ کیا گئے

یہ جان کر وہ باتوں میں ماہر ہیں صاحبہ
ہم پھر بھی اُن کی باتوں میں دانستہ آ گئے

○

یہ آرزو تھی چلیں ساتھ وہ سفر کے لئے
مگر ملے تو ملے بھی وہ لمحہ بھر کے لئے

لپٹ گئی ہے یہ قدموں سے جب وہ گزرے ہیں
یہ بات کم تو نہیں گردِ رہ گزر کے لئے

یہ چند لمحوں کا ہے ساتھ پھر بچھڑنا ہے
نہیں ہے کوئی کسی کا بھی عمر بھر کے لئے

نہیں ہے شکوہ مجھے کوئی زندگی تجھ سے
قدم قدم پہ مصائب ہیں ہر بشر کے لئے

نہیں ہے صاحبہ اُس کو ذرا خبر اس کی
کہ اُس کے جلوے ہیں مخصوص اس نظر کے لئے

O

دیکھنے میں ہیں حسیں پیکر نہ دیکھ
دل کے زخموں کو کبھی چھو کر نہ دیکھ

کیا یہی تہذیب ہے اِس دور کی
ہر قدم بکھرے ہوئے پتھر نہ دیکھ

سچ جو پوچھیں سر بہ سر نشتر ہیں یہ
دیکھنے میں لگتے ہیں گوہر نہ دیکھ

یہ پڑوسی کا کرم ہے سر بہ سر
جل رہے ہیں لوگوں کے جو گھر نہ دیکھ

ہر گھڑی لب پہ ہنسی ہے صاحبہ
ورنہ ہم ہیں درد کے پیکر نہ دیکھ

○

پیار سچا ہے اگر، پھر وہ بدلتا کیوں ہے
بگڑے انداز لئے راہ میں چلتا کیوں ہے

اپنے اعمال پر کیوں جاتی نہیں تیری نظر
کچھ بھی جب ملتا نہیں ہاتھوں کو ملتا کیوں ہے

راہ چلتے ہوئے جو بھی ہے مجھے اچھا لگے
اُس سے ملنے کو مرا دل یہ مچلتا کیوں ہے

دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ سا نہیں ہے اور کوئی
جب بھی ملتا ہے وہ نظروں کو بدلتا کیوں ہے

صاحبہ بارہا میں سوچتی رہتی ہوں یہی
کوئی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا کیوں ہے

○

شبِ تنہائی! تُو دامن میں چھپا لے مجھ کو
میں اکیلی ہوں بہت، اپنا بنا لے مجھ کو

کتنی جاں لیوا مرے کمرے میں خاموشی ہے
ایسی صورت میں کوئی پاس بُلا لے مجھ کو

جسم جلتا ہے میرا برف سی تنہائی میں
اپنے دامن کی ہوا دے کے بچالے مجھ کو

آرزو جینے کی اب کوئی نہیں دنیا میں
کاش! ایسے میں کوئی مجھ سے چُرا لے مجھ کو

صاحبہ کون یہ آتا ہے مرے خوابوں میں
آرزو ہے مری وہ اپنا بنا لے مجھ کو

○

یہ دل بہلتا نہیں ہے کسی بہانے سے
پریشاں اور ہوا ہے اُسے بھُلانے سے

جو اُس کا حال ہے، دیکھا ہے مری آنکھوں نے
کہ چھُپ نہ پائے کبھی زخمِ دل چھُپانے سے

تھا برق و باد کی زد پر وہ اک مدت سے
دھواں اُٹھا ہے مرے شاید آشیانے سے

نقوش ثبت ہیں یادوں کے صفحۂ دل پر
میں بھول سکتی نہیں اس کے بھول جانے سے

بیان کس سے کرے صاحبہ یہ سوزِ دروں
نہیں شناسا کوئی اس کے اس فسانے سے

○

ہر قدم زندگی میں چوٹ سی کھائی ہم نے
یہ کہانی بھی کسی کو نہ سنائی ہم نے

اپنی منزل کی طرف ہم تنِ تنہا تھے رواں
اک نئی راہگزر خود کو دکھائی ہم نے

آج کے دور میں بنتا نہیں کوئی نہیں اپنا
رسم اخلاص و وفا سب سے نبھائی ہم نے

اپنی وادی سے بہت دور چلے آئے ہیں
اپنی اک دنیا الگ سے ہے بسائی ہم نے

صاحبہ زندگی کس درجہ ضیا بار ہوئی
اُن کی یادوں کی ہے جب شمع جلائی ہم نے

○

کوئی بھی صورت ہو چپ رہتا ہے دل
تلخ تر غم ہو مگر سہتا ہے دل

جو ستم ہو وقت کا سہتا ہے دل
اس پہ بھی خاموش ہی رہتا ہے دل

غم کا بے شک تیز تر طوفان ہو
اک سفینے کی طرح بہتا ہے دل

کون سے ماحول میں رہتا ہے یہ
جانے کیا کیا سوچتا رہتا ہے دل

صاحبہ ہر بار رو پڑتی ہوں میں
حال اپنا مجھ سے جب کہتا ہے دل

○

کیا بتائیں شہر میں ہم کتنے تنہا ہو گئے
جو بُنے تھے خواب ہم نے سارے عنقا ہو گئے

شہر میں ہے بھیڑ لیکن اپنا کوئی بھی نہیں
زندگی میں ہر قدم پر حادثے کیا ہو گئے

اہلِ دنیا سے کسی صورت بھی کہہ سکتے نہیں
کس قدر جور و ستم ہم پر ہیں بے جا ہو گئے

زندگی میں ہر کوئی ہم پر رہا ہے خندہ زَن
ہم زمانے کی نظر میں اک تماشہ ہو گئے

صاحبہ جب ماں کا سایہ تھا تو سب کچھ تھا نصیب
اُس سے کیا بچھڑے کہ ہم دنیا میں تنہا ہو گئے

○

اُداسی کے لمحوں میں آتا ہے کون
مجھے دیکھ کر مسکراتا ہے کون

جگاتا ہے نیندوں سے اکثر مجھے
وفا کی کہانی سُناتا ہے کون

مجھے تو لگے ہے کہ اپنا ہے وہ
یہ پہچان اپنی چھُپاتا ہے کون

وہ جانا سا ہے اور انجان بھی
مرے ناز ایسے اٹھاتا ہے کون

حقیقت ہے یہ آج کے دور میں
محبت کا رشتہ نبھاتا ہے کون

زمانے سے پہچان ہے صاحبہ
زمانے سے دل کو لگاتا ہے کون

○

کیا بتائیں شہر میں ہم کتنے تنہا ہو گئے
جو بُنے تھے خواب ہم نے سارے عنقا ہو گئے

شہر میں ہے بھیڑ لیکن اپنا کوئی بھی نہیں
زندگی میں ہر قدم پر حادثے کیا ہو گئے

اہلِ دنیا سے کسی صورت بھی کہہ سکتے نہیں
کس قدر جور و ستم ہم پر ہیں بے جا ہو گئے

زندگی میں ہر کوئی ہم پر رہا ہے خندہ زَن
ہم زمانے کی نظر میں اک تماشہ ہو گئے

صاحبہ جب ماں کا سایہ تھا تو سب کچھ تھا نصیب
اُس سے کیا بچھڑے کہ ہم دنیا میں تنہا ہو گئے

○

اُداسی کے لمحوں میں آتا ہے کون
مجھے دیکھ کر مسکراتا ہے کون

جگاتا ہے نیندوں سے اکثر مجھے
وفا کی کہانی سُناتا ہے کون

مجھے تو لگے ہے کہ اپنا ہے وہ
یہ پہچان اپنی چھُپاتا ہے کون

وہ جانا سا ہے اور انجان بھی
مرے ناز ایسے اٹھاتا ہے کون

حقیقت ہے یہ آج کے دور میں
محبت کا رشتہ نبھاتا ہے کون

زمانے سے پہچان ہے صاحبہ
زمانے سے دل کو لگاتا ہے کون

○

ہیں محبت کی وہ پناہوں میں
بس گئے جو تری نگاہوں میں

اس کی ہر بات حکمِ آخر ہے
دل بھی شامل ہے بادشاہوں میں

وُہ جو دیتے ہیں رنج و غم مجھ کو
وُہ بھی ہیں میرے خیرخواہوں میں

مجھ پہ ہر اختیار ہے تجھ کو
زندگی ہے تری پناہوں میں

صاحبہ ہوگا کب گزر اُن کا
کب سے ہم منتظر ہیں راہوں میں

○

اپنا تھا کبھی میرا جو آج پرایا ہے
میں نے تو ان آنکھوں میں اس دل کو چھپایا ہے

یہ ماں کی دعائیں ہیں کچھ نیک عمل میرے
جن سے مرے آنگن میں اک چاند اُگ آیا ہے

ہر اک سے محبت سے پیش آؤ زمانے میں
جینے کا مرے دل نے اک رستہ دکھایا ہے

آلام و مصائب کی ہے دھوپ کڑی لیکن
اِس دل پہ ہر اک لمحہ اُن یادوں کا سایا ہے

اے صاحبہ دنیا سے میں نپٹوں بھی تو کیسے
سو سازشوں کا اُس نے جب جال بچھایا ہے

○

ذکر آج اس کا غائبانہ ہوا
جس سے بچھڑے ہوئے زمانہ ہوا

اب وُہ پہلی نہیں مہک اِس میں
زخم دل کا بہت پرانا ہے

وُہ اگر باوفا نہیں نہ سہی
جو ہُوا مجھ سے وہ بُرا نہ ہوا

ہم نے سمجھا تھا زندگی جس کو
اُس کو دیکھے ہوئے زمانہ ہوا

صاحبہ نے ہزار کوشش کی
درد دل سے مگر جدا نہ ہوا

○

اتنی ٹوٹی ہوں کہ چھونے سے بکھر جاؤں گی
درد بن کر میں ترے دل میں اُتر جاؤں گی

مجھ کو ہر حال میں جینے کا ہنر آتا ہے
مشکلیں لاکھ ہوں میں اِن سے گزر جاؤں گی

درد ہی درد ملا ہے میں جہاں سے گزری
درد سینے سے لگالوں گی سنور جاؤں گی

مصلحت بازی سے مجھ کو نہیں رغبت کوئی
بات جو کرنی ہے بے خوف وہ کر جاؤں گی

صاحبہ غم کی یہ سوغات کہاں ملتی ہے
درد کی دُنیا سے میں ہنس کے گزر جاؤں گی

○

وہ ہر گام پہلو بدلتا رہا
بکھرتا رہا اور سنبھلتا رہا

بڑے لُطف سے کٹ گیا یہ سفر
وُہ جب تک مرے ساتھ چلتا رہا

کوئی بات اس کو نہ بہلا سکی
کہ تنہائی سے دل اُلجھتا رہا

تھے تنہا رواں ہم سر رہ گزر
ایک لاوا سا اک دل میں پگھلتا رہا

نہ پہچان پائی اُسے صاحبہ
مرے ساتھ سایہ جو چلتا رہا

O

لمحہ لمحہ گزرتا جائے
وقت کسی کے ہاتھ نہ آئے

جب دل غم کا بوجھ اُٹھائے
ٹوٹے لیکن صدا نہ آئے

وہ بھی ہم کو یاد کریں گے
ہم بھی اُن کو بھول نہ پائے

ایسا کوئی لمحہ نہ گزرا
وہ جب ہم کو یاد نہ آئے

جب بھی اُن کو بھولنا چاہا
اتنی ہی شدت سے یاد آئے

صاحبہ اتنی عمر گزاری
پر دُنیا کو سمجھ نہ پائے

○

بادل گھرے فلک پہ تری یاد آگئی
اک برق بن کے گلشنِ دل پر وہ چھا گئی

وہ لامکاں ہے اُس کا کوئی بھی مکاں نہیں
یہ راز کی صدا مرے کانوں میں آگئی

انسانیت کی قدریں زمانے سے مٹ گئیں
کیا کہئے ایک دُھند سی ہر سمت چھا گئی

تفسیر اُس کی ہو نہ سکے گی تمام عمر
اُس کی ادا جو دل کو دِوانہ بنا گئی

پتّا بھی اک بچا نہ سکے ہم درخت کا
کیسی بہار اب کے گلستاں میں آگئی

اس دل کا حال صاحبہ کیسے بیاں کریں
اس زندگی پہ کیسی اُداسی ہے چھا گئی

○

سینے میں غم پلنے لگا ہے
جیسے تن من جلنے لگا ہے

یہ دُنیا ہے جس کے دم سے
وُہ دُنیا کو کھلنے لگا ہے

کیوں ڈرتا ہے اس دُنیا سے
کیوں ہاتھوں کو ملنے لگا ہے

جو ملتا تھا مہر و وفا سے
وُہ انداز بدلنے لگا ہے

صاحبہ جب سے برہم ہے وہ
دل میں درد سا پلنے لگا ہے

○

بادل گھرے فلک پہ تری یاد آگئی
اک برق بن کے گلشنِ دل پر وہ چھا گئی

وہ لامکاں ہے اُس کا کوئی بھی مکاں نہیں
یہ راز کی صدا مرے کانوں میں آگئی

انسانیت کی قدریں زمانے سے مٹ گئیں
کیا کہئے ایک دُھند سی ہر سمت چھا گئی

تفسیر اُس کی ہو نہ سکے گی تمام عمر
اُس کی ادا جو دل کو دِوانہ بنا گئی

پتّا بھی اک بچا نہ سکے ہم درخت کا
کیسی بہار اب کے گلستاں میں آگئی

اس دل کا حال صاحبہ کیسے بیاں کریں
اس زندگی پہ کیسی اُداسی ہے چھا گئی

○

سینے میں غم پلنے لگا ہے
جیسے تن من جلنے لگا ہے

یہ دُنیا ہے جس کے دم سے
وُہ دُنیا کو کھلنے لگا ہے

کیوں ڈرتا ہے اس دُنیا سے
کیوں ہاتھوں کو ملنے لگا ہے

جو ملتا تھا مہر و وفا سے
وُہ انداز بدلنے لگا ہے

صاحبہ جب سے برہم ہے وہ
دل میں درد سا پلنے لگا ہے

○

میرے لئے یہ کتنی بڑی بات ہوگئی
جتنے بھی اُس نے غم دیئے سوغات ہوگئی

ایسا لگا کہ مدتوں کے بعد ہیں ملے
اُن سے جو راستے میں ملاقات ہوگئی

اپنے بھی اپنوں کو کہاں پہچانتے ہیں اب
کتنی عجیب صورتِ حال ہوگئی

انداز اُن کے لہجے کا تھا کتنا مختلف
مجھ سے نہ جانے ایسی بھی کیا بات ہوگئی

وعدہ کیا تھا پھر بھی وہ آیا نہ صاحبہ
اب کتنا انتظار کریں رات ہوگئی

○

آنسو ہیں مرے پاس نہ خوشیوں کے ترانے
اب کیا کہوں میں جیتی ہوں کس شے کے بہانے

اس دل کو تری ذات سے امیدیں تھیں کیا کیا
اتنا بھی نہ سوچا کبھی بے درد زمانے

اب تجھ سے گلہ ہے نہ شکایت کوئی مجھ کو
گویائی مری چھین لی اب میری وفا نے

جو بات ہے دل میں اُسے کرتی نہیں ظاہر
منہ پر ترے میں کیسے کہوں تیرے فسانے

وُہ پاس ہو یا دور اُسے صاحبہ اکثر
میں آتی ہوں چھت پر اُسے ہر روز بُلانے

○

میرے لئے یہ کتنی بڑی بات ہوگئی
جتنے بھی اُس نے غم دیئے سوغات ہوگئی

ایسا لگا کہ مدتوں کے بعد ہیں ملے
اُن سے جو راستے میں ملاقات ہوگئی

اپنے بھی اپنوں کو کہاں پہچانتے ہیں اب
کتنی عجیب صورتِ حال ہوگئی

انداز اُن کے لہجے کا تھا کتنا مختلف
مجھ سے نہ جانے ایسی بھی کیا بات ہوگئی

وعدہ کیا تھا پھر بھی وہ آیا نہ صاحبہ
اب کتنا انتظار کریں رات ہوگئی

○

آنسو ہیں مرے پاس نہ خوشیوں کے ترانے
اب کیا کہوں میں جیتی ہوں کس شے کے بہانے

اس دل کو تری ذات سے امیدیں تھیں کیا کیا
اتنا بھی نہ سوچا کبھی بے درد زمانے

اب تجھ سے گلہ ہے نہ شکایت کوئی مجھ کو
گویائی مری چھین لی اب میری وفا نے

جو بات ہے دل میں اُسے کرتی نہیں ظاہر
منہ پر ترے میں کیسے کہوں تیرے فسانے

وُہ پاس ہو یا دور اُسے صاحبہ اکثر
میں آتی ہوں چھت پر اُسے ہر روز بُلانے

○

کیا سے کیا یہ ہوگئیں آنکھیں مری
اُس میں آخر کھو گئیں آنکھیں مری

اُس کو دیکھا جب گزرتے راہ سے
پھر اُسی کی ہوگئیں آنکھیں مری

پھر نہ اِن میں بس سکا کوئی کبھی
جب کسی کی ہوگئیں آنکھیں مری

دیر تک کرتی رہی ہیں اُس کو یاد
روتے روتے سوگئیں آنکھیں مری

وُہ نہ آیا دیر تک جب صاحبہ
خار کتنے بو گئیں آنکھیں مری

○

گزر رہا ہے جو لمحہ بھی ہے جدائی کا
کروں تو کس سے کروں شکوہ بے وفائی کا

وہ ساتھ چھوڑ گئے زندگی کی راہوں میں
جنہیں گماں تھا بہت اپنی رہنمائی کا

عجیب بات ہے بھائی کو بھی نہیں معلوم
جہاں میں فرض جو ہوتا ہے ایک بھائی کا

میں جی رہی ہوں مگر کتنا درد سہتی ہوں
گلہ نہیں ہے مجھے اپنوں سے جدائی کا

برائی کرتا ہے ہر کوئی صاحبہ لیکن
کسی کو بھی نہیں احساس کچھ برائی کا

○

اُس کو پانے کو ہم بھی بھاگے ہیں
ہر قدم دوسروں سے آگے ہیں

انکھڑیوں سے ندی سی بہتی ہے
جی کو کیسے یہ روگ لاگے ہیں

جس کو آنا تھا وہ نہیں آیا
پھر بھی ہم ساری رات جاگے ہیں

وقت پھر بھی نہیں ہے ہاتھ آیا
ہم بھی کس درجہ تیز بھاگے ہیں

نیند طاری ہے صاحبہ ہم پر
کیا کریں رات بھر کے جاگے ہیں

○

دُوری کے بیج کیسے وہ اس دل میں بو گئے
وہ دور مجھ سے دُور بہت دور ہو گئے

راہوں میں زندگی کی تو ہم ساتھ ساتھ تھے
کیا جانے کیسے بھیڑ میں ہم دونوں کھو گئے

کچھ تو رہی ہیں اُس کی بھی مجبوریاں ضرور
ہونٹوں پہ جس قدر تھے تبسم وہ کھو گئے

جن کو قدم قدم ہیں کئی راحتیں نصیب
وُہ میرے دل میں درد کے کانٹے ہیں بو گئے

ملتے ہیں جب بھی میری طرف دیکھتے نہیں
کیسے کہوں میں صاحبہ وہ میرے ہو گئے

SAREER E KHAMA

(By Sahiba Shahryar)

نسائی لب و لہجے کی ممتاز شاعرہ صاحبہ شہر یار کے شعری مجموعے

صریرِ خامہ پر منظوم تاثرات

ڈاکٹر احمد علی برقی اعظمی

صاحبہ کے ''صریرِ خامہ'' کی
سرسراہٹ ہے وقت کی آواز

اس کا عنواں جو نذرِ غالبؔ ہے
اہلِ دل کے لئے ہے گوش نواز

روح پرور ہے بندشِ الفاظ
جس سے حُسنِ بیاں ہے مایۂ ناز

شعری اسلوب میں ہے گیرائی
ہے عیاں جس سے ذہن کی پرواز

ندرتِ فکر ہے جو غزلوں میں
اُن کے زورِ قلم کا ہے اعجاز

یہ تغزل حدیثِ حسن بھی ہے
داخلی کرب کا بھی ہے غماز

چھیڑتا ہے وہ سازِ دل کے تار
اس کی غزلوں میں ہے جو سوز و گداز

ہے یہ اظہارِ جذبۂ نسواں
شاعرہ کے ضمیر کی آواز

ہوگا برقیؔ یہ شعری مجموعہ
حلقۂ اہلِ ذوق میں ممتاز